ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد*

# رفیع احمد عالی کا ایک کم یاب اُردو رسالہ: تصحیح اللغات

**Abstract:** *In its construction, Urdu is distinct and different from other languages of the world. Many of the languages took part in its construction. Words of other languages became its part after a due process, but grammarians and lexicographers want to see these adopted words in the light of their source languages. In principle, when the words from other languages assimilated in Urdu after a due process, rules of Urdu grammar should be applied on them, instead of the rules of their source languages. Tasheh Ul Lughaat is such a treatise where errors of such Arabic and Persian words have been highlighted as are now part of Urdu language. In a way the usage of Arabic and Persian origin words has been challenged.*
*The Current article highlights that once a word becomes part of Urdu lexicon, rules of Urdu language will be applied on it. Urdu has the capacity to absorb words from different languages according to its own temperament. So, linguists and lexicographers should keep this in mind while compiling rules and lexicography. The article also offers a detailed introduction to Tasheh Ul Lughaat and its compiler Rafi Ahmed Aali.*

زبان کی مثال جوئے رواں کی سی ہے جس میں مختلف ندی نالے شامل ہو کر اس کی روانی کو برقرار رکھتے ہیں اور اسے تازگی کے ذائقے سے محروم نہیں ہونے دیتے۔ دُنیا کی سبھی زبانیں ایک دوسرے سے لین دین کا تعلق رکھتی ہیں۔ کوئی زبان بھی دُنیا کی دوسری زبانوں سے یک سر بے تعلق رہ کر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اُردو زبان اپنی ساخت کے اعتبار سے دُنیا کی دوسری زبانوں اور بولیوں سے قدرے منفرد اور مختلف ہے۔ اس انفرادیت کا بڑا سبب یہ ہے کہ اُردو کی تعمیر و تشکیل اور فروغ میں متعدد زبانوں اور بولیوں نے اپنا اپنا حصّہ ڈالا۔ اُردو نے اگرچہ ہندوستان میں جنم لیا مگر اس کے خمیر میں اسلامی زبانوں بالخصوص عربی، فارسی اور ترکی کا اثر گندھا ہوا ہے۔ ہندی، عربی اور عجمی (فارسی و ترکی) الفاظ کے اختلاط اور اتحاد نے اس زبان کے مزاج کو ایک نیا ذائقہ عطا کیا ہے۔ اس کے ذخیرۂ الفاظ کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ عربی، فارسی، ترکی، یونانی، فرانسیسی، سنسکرت، پالی، پنجابی، پشتو، سندھی، انگریزی اور دوسری کئی زبانوں اور بولیوں کے الفاظ اس میں شامل ہیں۔ بعض الفاظ اپنے تلفظ، معنی اور محلِ استعمال سمیت اس کے دائرۂ لفظیات میں شامل ہوئے اور اصل زبان کے مطابق اُردو بول چال اور تحریر و تقریر میں برتے جانے لگے۔ اس کے برعکس بعض الفاظ تارید یا تہنید کے دوران میں اپنے اصل تلفظ، معنی

* ایسوسی ایٹ پروفیسر (اُردو)، علّامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

اور محلِ استعمال سے دست کش ہو کر اُردو کے ذخیرے میں شامل ہوئے۔ اوّل الذکر الفاظ میں چوں کہ تغیر اور تبدل نہیں ہوا، اس لیے ان کا معاملہ اصل زبان کے قواعد کی روشنی میں دیکھا جانا چاہیے اور ثانی الذکر الفاظ تارید کے عمل سے گزر کر مبدل صورت میں اُردو کے استعمال میں آئے، اس لیے ان پر اصل زبان کے قواعد کا اطلاق نہیں ہونا چاہیے مگر ہمارے قواعد اور لغت نویسوں نے مختلف زبانوں کے تبدیل شدہ الفاظ پر بھی اصل زبان کے قواعد کا اطلاق کیا اور تبدیل شدہ الفاظ کے استعمال کو غلط ٹھہرا کر اپنی ہمہ دانی کا ڈھول پیٹا۔

اصولی طور پر الفاظ کی مختلف صورتوں کے لیے الگ الگ اصول وضع کیے جانے چاہییں تھے۔ مثلاً: جو الفاظ معنی سمیت اُردو نے کسی دوسری زبان سے مستقلاً لے لیے ہیں، ان کی جنس، تلفظ، حالت، معنی اور محلِ استعمال کے قواعد کی تشکیل میں اصل زبان کے قواعد کا اتباع کیا جا سکتا ہے مگر جن الفاظ کی صورت اور معنی کو تبدیل کر کے اُردو نے اپنایا، اُن کے لیے اصل زبان کے قواعد کا اتباع ممکن نہیں۔ شومئ قسمت کہ ایسا نہ ہو سکا اور ایک ہی قاعدے سے الفاظ کی ان مختلف شکلوں کو جانچنے پرکھنے کا کام لیا جاتا رہا۔ اُردو کے مایہ ناز قواعد نویس انشا اللہ خاں نے ''دریائے لطافت'' میں اُردو کا اپنا قواعدی نظام مرتب کرنے کی کوشش کی تھی مگر بعد کے قواعد نویسوں نے اس سے صرفِ نظر کیا۔ یوں اُردو کا اپنا قواعدی نظام متشکل نہ ہو سکا۔ انشا اللہ خاں گہرا لسانی شعور رکھتے تھے اور انھیں اس بات کا اندازہ تھا کہ اُردو نے جو دوسری زبانوں سے ریزہ چینی کی ہے، اس کے لیے اُردو میں اپنے قواعد یا اصول ہونے چاہییں تاکہ ان کی جانچ پرکھ کی جا سکے اور اصل زبانوں کے قواعد کا بوجھ نہ اٹھانا پڑے۔ اُردو قواعد نویسی میں انشا اللہ خاں نے عربی و فارسی کے قواعد کی اندھی پیروی نہیں کی اور اُردو کے لسانی سرمائے پر اُن کی برابر نگاہ رہی۔ مولوی عبدالحق اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

> ''سیّد انشا پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے عربی فارسی زبان کا تتبع چھوڑ کر اُردو زبان کی ہیئت و اصلیت پر غور کیا اور اس کے قواعد وضع کیے اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہے تو وہاں بھی زبان کی حیثیت کو نہیں بھولے۔''(۱)

سیّد انشا کی لسانی بصیرت کا اندازہ ان کے اس قولِ فیصل سے کیا جا سکتا ہے جو اُنھوں نے اُردو الفاظ کی صحت اور عدم صحت کے حوالے سے کیا ہے۔ ان کے اس قول کا اُردو ترجمہ دیکھیے:

> ''جاننا چاہیے کہ جو لفظ اُردو میں آیا وہ اُردو ہو گیا خواہ وہ لفظ عربی ہو یا فارسی، تُرکی ہو یا سُریانی، پنجابی ہو یا پُوربی۔ اصل کی رُو سے غلط ہو یا صحیح، وہ لفظ اُردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح اور اگر اصل کے خلاف ہے تو بھی صحیح۔ اس کی صحت اور غلطی اس کے اُردو میں رواج پکڑنے پر منحصر ہے کیوں کہ جو چیز اُردو کے خلاف ہے وہ غلط ہے گو اصل میں صحیح ہو اور جو اُردو کے موافق ہے وہی صحیح ہے خواہ اصل میں صحیح نہ ہو۔'' (۲)

اس واضح اصول کی موجودگی میں لغت نویسوں نے اُردو میں کسی لفظ کے عمومی استعمال سے صرفِ نظر کر کے اُسے اصل زبان کی رُو سے غلط یا درست قرار دیا اور تلفّظ یا معنی کی تبدیلی کے سفر کو نظر انداز کرتے ہوئے اصل زبان کے مطابق بولنے یا برتنے کی تاکید کی۔ مثال کے طور پر عربی زبان کا لفظ ''راشی'' اُردو میں مرتشی کے معنوں میں مستعمل ہے؛ اب اگر کوئی لغت نویس یا قواعد داں اُردو کے اس جملے:''

رشوت ستانی کا بازار گرم ہے، ہر سو راشی افسروں کا راج ہے۔" کو از روئے اصل زبان غلط ٹھہرائے تو اس کے فیصلے کو درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ بلاشبہ عربی میں "راشی" کے "معنی رشوت دینے والا" کے ہیں مگر تہنید کے عمل نے اُسے اُردو میں "رشوت لینے والا" کا مرادف ٹھہرا لیا ہے۔ اب اُردو جملے کا فیصلہ عربی قاعدے کے مطابق درست نہیں ہو گا۔ صاحبِ نور اللغات نے "راشی" کا اندراج یوں کیا ہے:

" راشی: (ع، بہ کسرِ سوم) صفت، رشوت دینے والا۔ رشوت لینے والے کو راشی کہنا غلط ہے، اُس کے واسطے مرتشی صحیح ہے۔"(۳)

نور اللغات چوں کہ اُردو کا لغت ہے اس لیے اُردو میں اس لفظ کے استعمال، تلفّظ، قواعدی حیثیت اور معنی کو پیشِ نظر رکھنا ضروری تھا، جس سے صرف نظر کیا گیا اور اُردو میں مستعمل معنی کو از روئے اصل زبان غلط ٹھہرایا گیا۔ مولوی نور الحسن نیّر کے علم و فضل کا احترام اپنی جگہ مگر ان کے اس اندراج کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا کیوں کہ اُردو میں یہ لفظ انھی معنوں میں رائج ہے، جسے غلط ٹھہرایا گیا ہے۔ اصولی طور پر اُردو لغت میں شامل ہر لفظ کی اس شکل وصورت کو اولیت دی جانی ضروری ہے جس طرح وہ اُردو میں مستعمل ہے۔ اصل زبان میں اس کی معنویت کا اندراج اگر لازم ہو تو اسے ثانوی درجہ دیا جانا چاہیے لیکن افسوس کہ ہمارے لغت نویس اس اصول پر عمل پیرا نہیں رہے۔ تارید یا تہنید کے عمل سے گزرنے والے دوسری زبانوں کے الفاظ پر بحث کرتے ہوئے وہ انھیں پھر اصل زبان کی میزانِ قواعد پر تولنے لگے اور ان کی صوری یا معنوی تبدیلی کے طویل سفر کو نظر انداز کر دیا۔ اُردو میں عربی اور فارسی الفاظ کا ذخیرہ دوسری زبانوں کی نسبت زیادہ ہے۔ عربی و فارسی کا یہ ذخیرۂ الفاظ کہیں ان زبانوں کے مطابق اور کہیں مختلف صورتوں میں اُردو میں مستعمل ہے۔ ان زبانوں کے کئی لفظ اپنے تلفّظ، معنی اور قواعدی حالت کو تبدیل کر کے اُردو کے دائرے میں شامل ہوئے۔ اُردو زبان میں در آنے والا یہ ذخیرۂ لفظیات اصل کے موافق ہے یا مخالف از روئے اُردو قواعد خارج از بحث ہے مگر عربی و فارسی کے علما اُردو میں مستعمل عربی و فارسی کے الفاظ کی ان مبدل صورتوں پر ہمیشہ چیں بہ جبیں رہے ہیں اور ان کی درستی اور اصلاح کے لیے کئی رسالے اور کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں۔ مولوی رفیع الدین عالیؔ کا رسالہ تصحیح اللغات بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رسالہ تصحیح اللغات کا تاریخی نام "اصلاحِ ضروری" ہے، جس سے سالِ تالیف ۱۳۴۶ھ بر آمد ہوتا ہے۔ اس کے مؤلف و جامع مولوی رفیع احمد المتخلص بہ عالیؔ ہیں۔ مولوی رفیع احمد عالیؔ کا تعلق بدایوں کے ایک علمی اور مذہبی گھرانے سے تھا۔ آپ کے پر دادا مولوی محمد افضل مؤلف "ہدایت المخلوق" معروف صوفی بزرگ حضرت سیّد آلِ احمد مارہروی کے دست گرفتہ اور خلیفۂ مجاز تھے۔۴ مولوی رفیع احمد عالیؔ جون ۱۸۵۷ء کو مولوی ٹولہ، بدایوں میں پیدا ہوئے۔ تاریخ شعرائے روہیل کھنڈ (جلد اوّل) میں ان کی تاریخ پیدائش ۱۸۸۷ء درج ہے جو درست نہیں۔ آپ کے والد کا نام مولوی کمال احمد اور دادا کا نام منشی محمد اجمل تھا۔ مولوی رفیع احمد نے ۱۸۹۵ء میں وکالت کی سند حاصل کر کے وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ وہ بسولی، فتح گڑھ، قائم گنج، قنوج، شاہ جہان پور اور بدایوں میں وکالت کرتے رہے۔ مولوی رفیع احمد شعر و ادب کا ستھرا ذوق رکھتے تھے۔ شاعری میں وہ امیر اللہ تسلیم کے شاگرد تھے۔ ان کا مجموعۂ کلام عروسِ نظم کے نام سے ۱۳۲۶ھ میں شائع ہوا۔ دوسرا دیوان خم خانۂ حیرت ۱۹۱۴ء میں مرتب ہوا مگر اتفاقیہ آتش زدگی کے حادثے میں ضائع ہو گیا۔ مولوی رفیع احمد عالیؔ

کے تین صاحب زادے مولوی رضی احمد رضیؔ، پروفیسر ضیا احمد ضیاؔ اور آفتاب احمد جوہرؔ بھی شعر و ادب سے وابستہ رہے۔ مولوی رفیع احمد عالیؔ نے ۸۷ سال کی عمر میں ۸، فروری ۱۹۳۴ء کو داعیِ اجل کو لبیک کہا اور بدایوں میں آسودۂ خاک ہوئے۔ تاریخ شعرائے روہیل کھنڈ کے مؤلف نے ان کی تاریخِ وفات ۱۹۴۲ء لکھی ہے جو درست نہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے پروفیسر ضیا احمد ضیا نے ارمغانِ عالیؔ کے نام سے ان کے کلام کا انتخاب بدایوں سے شائع کیا۔ شاعری کے علاوہ رسالہ تصحیح اللغات اور خلاصۃ الاصول بھی آپ کی علمی یادگاریں ہیں۔۵ تاریخ شعرائے روہیل کھنڈ (جلد اوّل) میں شامل اُن کے چند اشعار دیکھیے:

اُس ستم ایجاد کو نامِ محبت سے ہے ننگ
کیا قیامت آگئی، دورِ وفا جاتا رہا

☆

عالیؔ بتوں کو دیکھ کے ہوتی ہے عقل دنگ
قربان جاؤں صنعتِ پرودگار پر

☆

جب دعا موت کی مانگی تو وہ فرمانے لگے
بندۂ عشق ہوئے آپ تو راحت کیسی

☆

اس قدر نامِ وفا سے آپ کو نفرت ہے کیوں
چل دیے اُٹھ کر، جہاں ذکرِ وفا ہونے لگا (۶)

رسالہ تصحیح اللغات موسوم بہ اسمِ تاریخی "اصلاحِ ضروری" پہلی بار نظامی پریس بدایوں سے ۱۹۲۹ء میں چھپا۔ رسالہ ۹۸ صفحات کو محیط ہے۔ ابتدا میں احسن مارہروی کا پانچ صفحات کا تعارف ہے۔ اس تعارف میں احسن مارہروی نے زبان اور صفائیِ زبان کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور مؤلفِ تصحیح اللغات کی تحسین کی ہے۔ وہ اپنے تعارف میں رقم طراز ہیں:

"جناب مولوی رفیع احمد صاحب عالیؔ وکیل بدایوں ایسی مایۂ ناز قابلیت کے حامل ہیں جن کی مثالیں بہت کم نظر آتی ہیں اور وہ بھی چند روز کے لیے۔ ان کو ابتدائے عمر سے خدمتِ زبان و تحقیقِ لغت کا شوق ہے اور اس شغف میں نصف صدی کا طویل زمانہ گزار چکے ہیں۔ ماہرینِ فن اور طالبانِ ادب کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ موصوف نے "رسالۂ اغلاط" لکھ کر ایک ایسا فرضِ کفائی ادا کیا ہے جس کی تعمیل فی الحقیقۃ تمام افرادِ اہلِ زبان کے لیے فرضِ عین سے کم نہ تھی۔

تحقیقِ زبان کے متعلق اُن کی یہ خدمت نہایت مفید کارنامہ ہے۔ یہ کام اگرچہ بہت وسیع پیمانے پر ہونا چاہیے کہ ملک واہلِ ملک کے رجحانِ طبع کو دیکھتے ہوئے مَالَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَایُتْرَکُ کُلُّہٗ کے مصداق جتنے غلط الفاظ کی تحقیق و تصحیح ہو

جائے بہ ہر حال مفید ہے۔ مؤلفِ موصوف نے فی الحال بہ طور نمونہ یہ رسالہ مرتب کیا ہے، جس میں تلفّظ کی غلطیاں بیش تر اور املائی فروگزاشتیں کم تر دکھائی ہیں۔ بہت سے الفاظ جمع کر کے مختلف لغات سے کاوش و تحقیق کے بعد اُن کی صحت وعدمِ صحت بیان کر دی ہے۔اس موقع پر ایک بات سمجھ لینے کے قابل ہے۔ آج کل کے اکثر انگریزی خواں نوجوان ہر اُس لفظ کو جو غلط بولا جارہا ہے "غلط العام فصیح" کے مشہور معیار پر سمجھنے لگے ہیں حالاں کہ غلط العام کا مدعائے اصلی یہ ہے کہ جو الفاظ مستند اہلِ زبان کے عام طبقے میں مروّج ہو گئے ہیں وہ فصیح ہیں نہ کہ بازاری عوام کی بولی۔ان عوام کو کالانعام سمجھ کر اُس مشہور معیارِ فصاحت کو بہ ایں الفاظ مکمل ماننا چاہیے کہ 'غلط العام فصیح و غلط العوام قبیح'۔"(۷)

احسن مارہروی کا یہ ارشاد بجا ہے کہ صرف مستند اہلِ زبان کے طبقے میں مروج الفاظ کو درجۂ فصاحت حاصل ہے اور عوام میں غلط بولے جانے والے الفاظ "غلط العام فصیح" کے دائرے میں شامل نہیں۔"غلط العام فصیح"کا مقام صرف انھی الفاظ کو دیا جا سکتا ہے جو تاریدیا تہنید کے عمل سے گزر کر زبان کے ذخیرے میں شامل ہوتے ہیں اور جنھیں اس زبان کے بولنے والوں کا مستند طبقہ قبول کرتا ہے۔
مولوی رفیع احمد عالیؔ کو یہ رسالہ مرتب کرنے کا خیال کیوں کر آیا،اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"اس ہیچ مدان، زلّہ ربائے خوانِ اربابِ سخن اعنی رفیع احمد متخلص بہ عالیؔ کو عرصہ [عرصے] سے یہ خیال تھا کہ الفاظِ عربی وفارسی جو معمولاً استعمال میں آتے ہیں اور غلط اور خلافِ لغت لکھے اور پڑھے جاتے ہیں، یک جا جمع کروں اور اُن کی صحت و غلطی بہ اعتبارِ کتبِ لغت دکھاؤں لیکن بہ وجۂ افکار و کثرتِ کار موقع نہ ملا۔الحمد للہ کہ اب یہ آرزو پوری ہوئی۔"(۸)

مولوی رفیع احمد عالیؔ نے اپنے حافظے کی مدد سے عربی فارسی کے ان الفاظ کی فہرست مرتب کی جو اُن کے خیال کے مطابق خلافِ لغتِ عربی وفارسی اُردو میں مستعمل ہیں۔انھوں نے عربی اور فارسی کی مستند لغاتوں جیسے: صراح، منتخب اللغات، منتہی الارب اور برہان قاطع وغیرہ سے استفادہ کر کے الفاظ کے املا اور تلفظ کی درستی کی سعی کی۔معنوی اغلاط سے انھوں نے صرفِ نظر کیا۔وہ اپنے اس کام کی بابت خود لکھتے ہیں:

"اس رسالہ[رسالے] میں جہاں تک میری یاد اور حافظہ [حافظے] نے مدد دی،وہ الفاظ جو غلط مستعمل ہیں معہ[مع] معانی وصراحت، اعراب و کیفیتِ صحت و غلطی کتبِ لغات مثل صراح ومنتخب اللغات ومنتہی الارب وبرہانِ قاطع و فرہنگِ جہاں گیری وغیاث اللغات وچراغِ ہدایت وغیرہ سے اخذ کر کے لکھ دیے ہیں۔اس رسالہ[رسالے] میں عام ڈکشنریوں کی ترتیب کا التزام رکھا ہے۔یہ رسالہ اگرچہ تمام اغلاط پر حاوی نہیں ہے اور اس میں الفاظ کے معنوی اغلاط سے تعرض نہیں کیا گیا ہے صرف تلفّظ کی بیش تر اور املا کے کم تر اغلاط جمع کر دیے گئے ہیں۔ تاہم طلبہ کو عموماً اور شعرا کو خصوصاً بہت کچھ مفید[فائدہ] ہو گا۔"(۹)

رسالہ تصحیح اللغات میں نو سو سے زائد الفاظ کو شامل کیا گیا ہے۔ سب سے زیادہ الفاظ حرف "م" کی ذیل میں ہیں، ان کی تعداد ۱۰۸ ہے۔ "ن" کے ۶۰ اور "ع" کے ۵۸ الفاظ بالترتیب دوسرے اور تیسرے نمبر پر ہیں۔ رسالے میں شامل الفاظ کی تعداد الف بائی ترتیب کے تحت درج ذیل ہے:

الف ممدودہ:۱۵ الف:۵۵
بائے موحدہ:۴۸ بائے فارسی:۱۷
تائے فوقانی:۳۳ ثائے مثلثہ:۵
جیم عربی:۴۲ جیم فارسی:۱۱
حائے حطی:۳۰ خائے معجمہ:۴۱
دالِ مہملہ:۲۶ ذالِ معجمہ:۴
رائے مہملہ:۱۴ زائے معجمہ:۱۴
زائے فارسی:۱ سینِ مہملہ:۴۸
شینِ معجمہ:۳۲ صادِ مہملہ:۲۹
ضادِ معجمہ:۱۰ طائے مہملہ:۱۹
ظائے معجمہ:۳ عینِ مہملہ:۵۸
غینِ معجمہ:۲۳ بابِ فا:۲۹
بابِ کاف:۱۳ بابِ کافِ عربی:۲۴
بابِ کافِ فارسی: ۹ بابِ لام:۷
بابِ میم:۱۰۸ بابِ نون:۶۰
بابِ واؤ:۲۱ ہائے ہوز:۱۸
یائے تحتانی:۷ میزان:۹۱۹

تعارف میں احسن مارہروی نے "غلط العام فصیح" کے جس اصول کی طرف اشارہ کیا تھا، اس سے مؤلفِ رسالہ کو بھی اتفاق ہے اور وہ تہنید یا تارید کے عمل سے گزرنے والے الفاظ کو اُردو کے اعتبار سے درست تسلیم کرتے ہیں۔ وہ اپنے ابتدائیے کے آخر میں لکھتے ہیں:

> "آخر میں ایک اہم نکتہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس مجموعہ [مجموعے] کے وہ الفاظِ عربی وفارسی جو اُردو میں اپنی اصل کے خلاف جمہور فصحا کی زبان و قلم پر رائج ہو گئے ہیں گو اصلاً صحیح نہ ہوں، اُردو ادب

میں صحیح ماننے چاہییں کیوں کہ یہ ایک قسم کی تہنید یا تارید ہے اور اس قسم کے تصرفات کو ہر زبان کے اساتذہ نے روا رکھا ہے۔"(۱۰)

حیرت ہوتی ہے کہ تارید یا تہنید کے عمل سے ہونے والے تصرفات کو درست سمجھنے اور اصل کے خلاف جمہور فصحا کی زبان پر جاری ہونے والے اُردو الفاظ کو مستند خیال کرنے کے باوجود مولوی رفیع احمد عالیؔ نے تصحیح اللغات میں ان عربی و فارسی الفاظ کو اصل زبان کے مطابق پیش کر کے اُردو کے طلبہ کی اصلاح کی کوشش کی ہے۔ گویا ان کے نزدیک ان الفاظ میں املا اور تلفّظ کی یہ تبدیلیاں جو اُردو میں رائج ہیں، درست نہیں۔ رسالے میں ان الفاظ کو شامل کر کے انھوں نے اس اصول کی تکذیب کی ہے، جس کا ذکر انھوں نے اپنے ابتدائیے میں کیا تھا۔ اُردو کے جمہور فصحا میں مروج الفاظ: خوش، خنک، خود، سَفارش، سُقراط، ایزد، عدَن، عُجلت، شگوفہ، سَروش، بہلول، غوطہ وغیرہ کو مولوی رفیع احمد عالیؔ کی ہدایت کے مطابق خَوش، خُنک، خَوْد، پَرگار، جادّہ، شکویٰ، سُفارش، سَقراط، ایزِد، عَدْن، عَجلت، شکوفہ، سُرُوش، بُہلُول، غُوطہ لکھنا پڑھنا کیا تارید کے صدیوں پر پھیلے ہوئے عملکو یک سر فراموش کر کے اُردو قواعد کو دوسری زبانوں کے قواعدی نظام کے پاس رہن رکھوانے کے مترادف نہیں؟

## حوالہ جات:

۱۔ مولوی عبدالحق، "مقدمہ"، مشمولہ دریائے لطافت، مترجم پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی (کراچی: انجمن ترقیِ اُردو، ۱۹۸۸ء)؛ ص و۔
۲۔ سیّد انشا اللہ خاں انشا، دریائے لطافت، ص ۳۵۴، ۳۵۳۔
۳۔ مولوی نورالحسن نیر، نور اللغات، جلد دوم (اسلام آباد: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء) ص ۲۲۴۔
۴۔ شہید حسین بدایونی، تذکرۂ شعرائے بدایوں، جلد دوم (کراچی: بدایوں اکیڈمی، ۱۹۸۷ء) ص ۷۰۔
۵۔ سید تعظیم علی نقوی شایاں بریلوی، تاریخ شعرائے روہیل کھنڈ، جلد اوّل (کراچی: فرحان پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء) ص ۲۲۸۔
۶۔ ایضاً
۷۔ "تعارف" مشمولہ رسالہ تصحیح اللغات (بدایوں: نظامی پریس، اوّل، ۱۹۲۹ء) ص ۵، ۴۔
۸۔ تصحیح اللغات، ص ۲۔
۹۔ ایضاً ۱۰۔ ایضاً

## مآخذ


۱۔ انشا، سیّد انشا اللہ خاں۔ دریائے لطافت، مترجم پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی۔ کراچی: انجمن ترقیِ اُردو، ۱۹۸۸ء)۔
۲۔ بدایونی، شہید حسین۔ تذکرۂ شعرائے بدایوں، جلد دوم۔ کراچی: بدایوں اکیڈمی، ۱۹۸۷ء۔
۳۔ بریلوی، سید تعظیم علی نقوی شایاں۔ تاریخ شعرائے روہیل کھنڈ، جلد اوّل۔ کراچی: فرحان پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء۔
۴۔ عالی، مولوی رفیع احمد۔ رسالہ تصحیح اللغات۔ بدایوں: نظامی پریس، ۱۹۲۹ء۔
۵۔ نیّر، مولوی نورالحسن۔ نور اللغات، جلد دوم۔ اسلام آباد: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء۔